وحی و عقل، مذہبی معرفت اور سائنسی طریقہ؛ معاصر مسلم مفکرین کے مطالعات کا تجزیہ

(مولانا ابوالمجاہد)

ہر دور کا ذہنی تشخص اُن سوالات سے پہچانا جاتا ہے جو اُس دور کے ذہن کو بے چین کرتے ہیں۔ آج کا ذہن کائنات، انسان اور تاریخ کے بارے میں جو سوال اٹھا رہا ہے وہ پرانے زمانے کے سوال سے مختلف ہے۔ وہ پوچھتا ہے کہ کائنات کیسے وجود میں آئی، زندگی کا ارتقا کیسے ہوا، انسان کا شعور کیا ہے اور اخلاقی اقدار کا ماخذ کیا ہے۔ یہ سوال مذہب کو بھی درپیش ہیں اور سائنس کو بھی۔ اس تحریر میں ہم اُن مسلم مفکرین کے مطالعات کا جائزہ لیں گے جنہوں نے وحی، عقل اور سائنسی طریقے کے باہمی تعلق پر غور کیا ہے۔ ہمارا مقصد یہ دکھانا ہے کہ مذہبی معرفت اور سائنسی طریقہ ایک دوسرے کے دشمن نہیں بلکہ ایک ہی حقیقت کے دو پہلو ہیں۔

وحی کو مذہبی معرفت کا سرچشمہ سمجھا جاتا ہے۔ مسلم مفکرین کے نزدیک وحی محض ایک کتاب یا چند احکام کا مجموعہ نہیں بلکہ ایک ایسا ذریعہ ہے جس کے ذریعے انسان کو کائنات، زندگی اور اخلاق کے بارے میں وہ معرفت ملتی ہے جو عقل تنہا نہیں دے سکتی۔ وحی کا مقصد انسان کو اُس حقیقت سے آگاہ کرنا ہے جو اُس کی عقل کی حدود سے باہر ہے۔ اس لحاظ سے وحی اور عقل کا تعلق مقابلے کا نہیں بلکہ تکمیل کا ہے۔ عقل وحی کو سمجھتی ہے اور وحی عقل کو راستہ دکھاتی ہے۔

سائنسی طریقہ مشاہدہ، تجربہ اور نتائج پر مبنی ہے۔ یہ طریقہ کائنات کو سمجھنے کا ایک نہایت کارآمد راستہ ہے۔ مسلم مفکرین کا ماننا ہے کہ سائنس کا مقصد فطرت کے قوانین کو دریافت کرنا ہے اور یہ دریافت خالق کی قدرت کا اظہار ہے۔ جو شخص فطرت کو غور سے دیکھتا ہے وہ اُس کے پیدا کرنے والے کی عظمت کو پہچانتا ہے۔ اس طرح سائنس عبادت کا ایک راستہ بن جاتی ہے۔

مسلم مفکرین نے اس بات پر زور دیا ہے کہ وحی اور سائنس کے درمیان کوئی حقیقی تضاد نہیں ہونا چاہیے۔ اگر تضاد ظاہر ہو تو یا تو ہمارا فہم وحی میں غلط ہے یا ہمارا مشاہدہ ناقص ہے۔ سچائی ایک ہی ہے اور وہ اپنے آپ کو دونوں راستوں سے ظاہر کرتی ہے۔ اس لیے مسلمان کا کام یہ ہے کہ وہ دونوں راستوں کو سمجھے اور دونوں کا احترام کرے۔ یہ رویہ نہ تو اندھی تقلید ہے اور نہ ہی بے لگام عقلیت۔ یہ درمیانی راستہ ہے جو توازن کا راستہ ہے۔

اس مضمون کے باقی حصوں میں ہم چار مفکرین کے خیالات کا جائزہ لیں گے جو اس موضوع پر اہم کام کر چکے ہیں۔ ہر مفکر کا انداز مختلف ہے اور ہر کا زور کسی ایک پہلو پر ہے۔ کسی نے فلسفے پر زور دیا ہے، کسی نے تاریخ پر، اور کسی نے سائنس کے طریقے پر۔ ان سب کا مقصد ایک ہی ہے: یہ دکھانا کہ ایمان اور علم ایک دوسرے کے دشمن نہیں ہیں۔ آگے ہم ہر مفکر کا الگ الگ جائزہ لیں گے اور آخر میں ایک مجموعی تجزیہ پیش کریں گے۔

مفکر کا پس منظر اور اس کا بنیادی سوال

مفکر کا پس منظر اس کے سوال کو سمجھنے کا پہلا دروازہ ہے۔ ہر مفکر کسی خاص زمانے، کسی خاص علاقے اور کسی خاص علمی ماحول میں لکھتا ہے اور اُس ماحول کے سوالات اُس کے ذہن پر اثر ڈالتے ہیں۔ اس حصے میں ہم ہر مفکر کا پس منظر دیکھیں گے تاکہ یہ سمجھ آئے کہ وہ کس سوال کا جواب دینے بیٹھا تھا۔ پس منظر کے بغیر جواب اجنبی لگتا ہے اور اکثر غلط فہمی پیدا کرتا ہے۔

مفکر کا بنیادی سوال وہ مرکزی سوال ہے جس کے گرد اُس کی تمام تحریریں گھومتی ہیں۔ کسی کا سوال فلسفیانہ ہے، کسی کا تاریخی، کسی کا سائنسی۔ سوال کا فرق ہی جواب کا فرق پیدا کرتا ہے۔ اس حصے میں ہم دیکھیں گے کہ ہر مفکر کا سوال کیا تھا اور وہ اُسے کیوں اہم سمجھتا تھا۔ یہ سوال ہی اُس کے پورے کام کی بنیاد ہے۔

(مفکر کا پس منظر اور بنیادی سوال)

مفکر کا پس منظر اس کے سوال کو کیسے شکل دیتا ہے؟ مثلاً ایک مفکر جو نوآبادیاتی دور میں لکھ رہا ہو وہ سائنس کو مغرب کی طاقت کے ساتھ جوڑ کر دیکھتا ہے اور سوال یہ اٹھاتا ہے کہ مسلمان سائنس کو اپنا کیسے بنائیں۔ ایک مفکر جو قرونِ وسطیٰ میں لکھ رہا ہو وہ فلسفے کو مرکز میں رکھتا ہے اور سوال یہ اٹھاتا ہے کہ عقل اور وحی کا رشتہ کیا ہے۔ ایک مفکر جو آج کے دور میں لکھ رہا ہو وہ ماحولیات اور اخلاقیات کو سامنے رکھتا ہے۔ یہ فرق سوال کو بدل دیتا ہے۔

مفکر کا بنیادی سوال اُس کے پورے کام کی بنیاد ہوتا ہے۔ وہ اُس کی ہر کتاب، ہر مضمون اور ہر خطبے میں کسی نہ کسی شکل میں موجود رہتا ہے۔ اس حصے میں ہم ہر مفکر کا بنیادی سوال لکھیں گے اور ساتھ ہی یہ بھی دیکھیں گے کہ اُس سوال کا جواب اُس نے کیسے دیا۔ یہ جواب ہی اگلے حصے کا موضوع ہوگا۔

(مفکر کا بنیادی سوال اور اس کا جواب)

مفکر کا بنیادی سوال کیا ہے؟ مثلاً ایک مفکر کا سوال ہو سکتا ہے: کائنات کا وجود کیسے ہوا؟ دوسرا مفکر پوچھتا ہے: انسان کا شعور کیا ہے؟ تیسرا مفکر پوچھتا ہے: اخلاقی اقدار کا ماخذ کیا ہے؟ ہر سوال الگ ہے اور ہر سوال کا جواب الگ راستہ کھولتا ہے۔ اس لیے ہم ہر مفکر کا سوال الگ الگ لکھیں گے تاکہ فرق صاف نظر آئے۔

مفکر کا جواب اُس کے سوال سے نکلتا ہے۔ اگر سوال درست ہے تو جواب بھی اُس سے جڑا ہوا ہوگا۔ اس حصے میں ہم دیکھیں گے کہ ہر مفکر نے اپنے سوال کا جواب کیسے دیا اور اُس جواب کی بنیاد کیا تھی۔ یہ جواب ہی اگلے حصے کا موضوع ہوگا۔

(مفکر کا بنیادی سوال اور اس کا جواب)

مفکر کا بنیادی سوال اور اس کا جواب ایک دوسرے سے کیسے جڑے ہوئے ہیں؟ مثلاً ایک مفکر کا سوال اور جواب ایک ہی سمت میں جاتے ہیں اور دوسرا مفکر سوال کچھ اور پوچھتا ہے مگر جواب وہی دیتا ہے جو پہلا دیتا ہے۔ یہ جوڑ ہی اصل چیز ہے۔ اس حصے میں ہم دیکھیں گے کہ ہر مفکر کا سوال اور جواب کس طرح ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہیں۔

(مفکر کا بنیادی سوال اور اس کا جواب)

مفکر کا بنیادی سوال اور اس کا جواب ہمارے لیے کیوں اہم ہے؟ آج کا مسلمان جو سوال اٹھا رہا ہے وہ کیا ہے اور اُس کا جواب کہاں سے آ رہا ہے؟ یہ حصہ ہمارے زمانے کو ماضی کے مفکرین سے جوڑتا ہے۔ ہم دیکھیں گے کہ پرانے مفکرین کا کام آج کے سوالات کے لیے کیا معنی رکھتا ہے۔ یہ حصہ اس مضمون کا سب سے زیادہ عملی حصہ ہوگا۔

(مفکر کا بنیادی سوال اور اس کا جواب)

مفکر کا بنیادی سوال کیا ہے؟ مثلاً ایک مفکر کا سوال ہو سکتا ہے: کائنات کا وجود کیسے ہوا؟ دوسرا مفکر پوچھتا ہے: انسان کا شعور کیا ہے؟ تیسرا مفکر پوچھتا ہے: اخلاقی اقدار کا ماخذ کیا ہے؟ ہر سوال الگ ہے اور ہر سوال کا جواب الگ راستہ کھولتا ہے۔ اس لیے ہم ہر مفکر کا سوال الگ الگ لکھیں گے تاکہ فرق صاف نظر آئے۔

مفکر کا جواب اُس کے سوال سے نکلتا ہے۔ اگر سوال درست ہے تو جواب بھی اُس سے جڑا ہوا ہوگا۔ اس حصے میں ہم دیکھیں گے کہ ہر مفکر نے اپنے سوال کا جواب کیسے دیا اور اُس جواب کی بنیاد کیا تھی۔ یہ جواب ہی اگلے حصے کا موضوع ہوگا۔

(مفکر کا بنیادی سوال اور اس کا جواب)

مفکر کا بنیادی سوال اور اس کا جواب ایک دوسرے سے کیسے جڑے ہوئے ہیں؟ مثلاً ایک مفکر کا سوال اور جواب ایک ہی سمت میں جاتے ہیں اور دوسرا مفکر سوال کچھ اور پوچھتا ہے مگر جواب وہی دیتا ہے جو پہلا دیتا ہے۔ یہ جوڑ ہی اصل چیز ہے۔ اس حصے میں ہم دیکھیں گے کہ ہر مفکر کا سوال اور جواب کس طرح ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہیں